ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32

OPEN ACCESS
CC BY NC

اختر علی
پی۔ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو، اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور۔
ڈاکٹر انور علی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور۔

غزلیاتِ میر کا مابعد الطبیعیاتی مطالعہ

AKhtar Ali
Ph.D Scholar,Department of Urdu, Islamia College University, Peshawar.
Dr. Anwar Ali*
Assistant Professor, Department of Urdu, Islamia College University, Peshawar.

***Corresponding Author:** anwar@icp.edu.pk

A Metaphysical Study of Mir's Ghazals

Metaphysics is a well-known branch of philosophy that deals with fundamental questions related to existence, reality, and the nature of being. It is broadly categorized into three major areas: Ontology, Cosmology, and Psychology. Ontology explores the nature and existence of God, Cosmology investigates the origin and structure of the universe, and Psychology analyzes the philosophical aspects of the human mind and its influencing factors. These domains collectively shape the metaphysical discourse that has been a subject of philosophical and literary exploration for centuries. Mir Taqi Mir, one of the greatest classical poets of Urdu literature, is renowned for his profound ghazals that encompass deep philosophical and metaphysical reflections. His poetry captures existential dilemmas, the transient nature of life, and the relationship between the soul and the universe. His verses often express ontological concerns about the self, the divine, and the reality of existence, while also reflecting cosmological and psychological insights that explore the mysteries of the universe and the depths of human emotions. This article aims to

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

analyze the metaphysical dimensions of Mir's ghazals, highlighting the ways in which his poetry embodies philosophical thought. Through a critical examination of his work, this study seeks to uncover how Mir integrates metaphysical themes within the traditional form of Urdu ghazal, making his poetry not only a literary masterpiece but also a profound reflection of philosophical inquiry.

Key Words: *Metaphysics, Ontology, Cosmology, Psychology, Urdu Ghazal, Mir Taqi Mir, Universe, Existentialism, Transcendence, Sufism, Spirituality, Epistemology, Mysticism, Philosophical Poetry, Classical Urdu Literature, Divine Reality, Human Consciousness.*

مابعد الطبیعیات فلسفے کی وہ شاخ ہے جو ماورائی دنیاؤں کی خبر لانے کی کوشش کرتی ہے۔اس کائنات میں جو کچھ نظروں کے سامنے ہے ان کی نوعیت طبیعی ہے۔ مگر پھر بھی ان طبیعی اجسام کی حقیقت معلوم کرنے کا وظیفہ مابعد الطبیعیات بجالاتی ہے۔ مابعد الطبیعیات ایک طرف تو طبیعی کائنات کے پس پشت حقائق کی جستجو میں ذات مطلق تک پہنچ کر اس کے وجود کو منصۂ شہود پر لانے کے لیے سرگرم رہتی ہے جب کہ دوسری طرف اسی کائنات کی تقویم وارتقا سے متعلق حقائق کی پردہ کشائی کرنے کا بیڑہ اٹھاتی ہے۔اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مابعد الطبیعیات شہود سے حقیقت کی جانب تسلسل کے ساتھ محو سفر رہنے کا نام ہے۔ برٹرینڈرسل کے مطابق نقطۂ نگاہ کے تنوع و اختلاف کے باعث اشیا کا شہود یا ظہور ایک جیسا نہیں رہتا بلکہ تفریقات پر مشتمل ہوتا ہے۔ان تفریقات میں سے ایک تفریق "ظاہر" اور "حقیقت" کی ہے۔یعنی اشیائے عالم نمایاں کیسے ہوتی ہیں اور ان کی اصلیت کیا ہے۔[۱] مابعد الطبیعیات اصلیت یا حقیقت کی اسی جستجو سے عبارت ہے۔مابعد الطبیعیات سے متعلق ڈاکٹر رفیق الاسلام کا کہنا ہے کہ یہ اصطلاح ابتدائی طور پر ارسطو کے فلسفیانہ افکار کے لیے استعمال ہوئی۔ جب پہلی صدی قبل مسیح میں ارسطو کے افکار کی ترتیب اور درجہ بندی عمل میں لائی جا رہی تھی تو انڈرونیکس اور دیگر مدونین نے ارسطو کی ان کتابوں کو جو اشیا کی حقیقت و ماہئیت سے متعلق تھیں، کو ارسطو کی طبیعیات پر مشتمل کتابوں کے بعد رکھا۔یوں ارسطو کے یہ افکار مابعد الطبیعیات کے نام سے موسوم ہوئے۔[۲]

علمائے فلسفہ نے مابعد الطبیعیات کو اپنی اپنی فکری تناظرات کے تحت مختلف اقسام میں تقسیم کیا ہے۔یہ تقسیم اختلافات پر مبنی ہے جس کی بنیادی وجہ طبیعیات و مابعد الطبیعیات میں امتیاز کی پیچیدگی ہے۔ فلسفے اور مابعد الطبیعیات کی ابتدائی تقسیم سے متعلق آس والڈ کلپے کا کہنا ہے:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32

> ”قدیم تقسیم فلسفہ کی یہ ہے: فلسفہ نظری اور فلسفہ عملی۔فلسفہ نظری کے تین شعبے ہیں۔ا۔فلسفہ اولیٰ یعنی مابعد الطبیعیات جس کے دو شعبے ہیں علم امور عامہ مثل وجود وامکان وقدوم وحدوث وغیرہ، دوم الٰہیات ۲۔فلسفہ اوسط یعنی ریاضیات اور ۳۔فلسفہ اولیٰ یعنی طبیعیات۔فلسفہ عملی کے بھی تین شعبے ہیں، علم اخلاق؛علم تدبیر منزل اور علم سیاست۔“(۳)

افلاطون نے فلسفے کو تین شعبوں ڈائی لکٹک،طبیعیات اور اخلاق میں تقسیم کیا ہے۔اس کے مطابق ڈائی لکٹک میں امور عامہ اور مابعد الطبیعیات داخل ہیں۔مترجم اس کی وضاحت میں،مابعد الطبیعیات کی تقسیم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”امور عامہ مابعد الطبیعیات کا وہ شعبہ ہے جس میں معانیٔ عام سے بحث کی جائے:مثلاً وجود وعدم، وجوب وامکان، حدوث وقدم، علت و معلول، تقدم وتاخر وغیرہ سے۔ اس کو انگریزی میں آنٹالوجی(علم الوجود) کہتے ہیں۔دوسرا شعبہ، مابعدالطبیعیات کا تھیولوجی Theology ہے۔یعنی علم الٰہیات،جس میں ذات واجب تعالیٰ اور نفس مجرد اور عقول وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔“(۴)

اولف مابعد الطبیعیات کو نظری اور عملی میں تقسیم کرکے کہتا ہے کہ نظری مابعد الطبیعیات کا تعلق خدا، ذہن،عالم،الٰہیات،نفسیات اور علم الکائنات سے ہے۔(۵) ڈاکٹر فریحہ نگہت نے اسے وجودیات،کونیات اور علمیات سے عبارت قرار دیا ہے۔(۶) چیمبرز انسائیکلوپیڈیا نے اس کی چار قسمیں وجودیات،کونیات،نفسیات اور علم الکلام بتائی ہیں۔(۷) انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں مابعدالطبیعیات کی چھ اقسام،وجودیات، کونیات،نفسیات، بشریات،روحانیات اور الٰہیات کی نشان دہی کی گئی ہے۔(۸) جب کہ الفرڈ ایڈورڈ ٹیلر نے مابعدالطبیعیات کو تین شاخوں وجودیات،کونیات اور نفسیات میں تقسیم کیا ہے۔(۹) مذکورہ مفکرین کی تقسیم میں وجودیات،کونیات اور نفسیات مشترک ہیں اور یہی مابعد الطبیعیات کی بنیادی شاخیں ہیں۔میر کے مابعد الطبیعیاتی مطالعے میں مذکورہ تین شاخوں سے بحث کی جائے گی۔

شاعری اور بالخصوص اردو غزل کا فلسفے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔اب تک میر کو جذبات کا شاعر،شاعر غم والم اور عشق ومحبت کا شاعر تسلیم کیا جاتا رہا ہے اور ان کی فکر وفلسفہ سے یہ کہہ کر عمداً انکار کیا جاتا رہا کہ ان کے ہاں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

منضبط فکر کا فقدان ہے۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ میر کا غم والم منضبط فکر میں ڈھلا ہوا، ان کے جذبات سنجیدگی و متانت سے مملو اور ان کا عشق عقلی، روحانی اور ماورائی قوتوں سے سرفراز ہے۔ اہلِ علم کو میر کی داخلیت نظر آتی ہے مگر میر کی خارجی فکر کو انھوں نے لائق اعتنا نہیں سمجھا۔ اسی وجہ سے اس غلط فہمی نے جنم لیا کہ میر کے ہاں فکر کا فقدان ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میر اردو غزل کو غور و فکر سے آشنا کرنے والے پہلے شاعر ہیں۔ میر کے ہاں مابعد الطبعیات کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ وہ خدا کے وجود، کائنات کی ماہیئت اور انسانی نفسیات کو متاثر کرنے والے عوامل پر غور کرتے ہوئے ایسے فلسفیانہ سوالات اٹھاتے ہیں جو اہل دانش کو دعوت فکر دیتے ہیں۔

خدا کے وجود سے متعلق ابتدائی طور پر میر، ڈیکارٹ ڈیوڈ ہیوم، الغزالی اور کانٹ کی طرح تشکیک کا شکار ہوتے ہیں۔ ان فلسفیوں کی طرح میر بھی عقل و حواس کی بدولت حاصل شدہ علم کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کی تشکیک کے اظہار کے مختلف پیرائے ہیں۔ وہ خدا کی صفات کے قائل ہیں اور اسے محافظ تصور کرتے ہیں مگر وداع کے وقت محبوب کو اس کے سپرد کرنے میں پس و پیش سے کام لیتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ میر کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کی نجات کا مقام کعبہ ہے مگر اس کے باوجود وہ دیر و کعبہ کے درمیان متشکک ہو کر ڈھولتے نظر آتے ہیں۔ اس حوالے سے میر کے شعری افکار ملاحظہ ہوں:

خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن
رہے ہے خوف مجھے واں کی بے نیازی کا (۱۰)

عشق ان کو ہے جو یار کو اپنے دمِ رفتن
کرتے نہیں غیرت سے خدا کے بھی حوالے (۱۱)

نہ بت کدہ ہے منزلِ مقصود، نہ کعبہ
جو کوئی تلاشی ہو ترا آہ! کدھر جائے (۱۲)

کیسی سعی و کوشش سے کعبے گئے بت خانے سے
اس گھر میں کوئی بھی نہ تھا، شرمندہ ہوئے ہم جانے سے (۱۳)

سقراط، پائر ہو اور ٹی۔ ایچ۔ ہکسلے کی طرح میر بھی وجود خدا اور مادی کائنات کے پس پشت عمل آرا محرکات سے لا ادریت کا اظہار کرتے ہیں۔ لا ادریت سے مراد انکارِ وجود یا انکارِ ذات نہیں بلکہ لاعلمی کا اظہار ہے۔ میر کے نزدیک لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ علمائے مذہب خدا کے وجود، اور علمائے سائنس کائنات کے وجود کا بھرپور علم رکھتے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلے میں وہ عام لوگوں سے کچھ زیادہ علم نہیں رکھتے بلکہ وہ بھی لاادریت کا شکار ہیں۔
میر ان نکات کی توضیح یوں کرتے ہیں:

گرچہ تو ہی ہے سب جگہ لیکن
ہم کو تیری نہیں ہے جا معلوم (۱۴)

بت، برہمن، کوئی نا محرم نہیں اللہ کا
ہے حرم میں شیخ لیکن میر وہ محرم نہیں (۱۵)

وجودیاتی فلسفے کا ایک عنصر جستجوئے ذات مطلق ہے۔ میر اس جستجو کا آغاز ہیوگو کے بیان کے مطابق ایمان و بے خودی کے وسیلے سے کرتے ہیں کیوں کہ ہیوگو عقل کے ذریعے وجود خدا کی دریافت کو ممکن نہیں سمجھتا۔ ایمان و بے خودی کے علاوہ میر کے ہاں خدا کو پانے کا ایک ذریعہ نفئ ذات یا صوفیا کی اصطلاح میں فنا فی البقا کا بھی ہے، جس کے تحت میر خدا تک پہنچتے ہیں:

ہے کون آپ میں جو ملے تجھ سے مست ناز
ذوقِ خبر ہی نے تو ہمیں بے خبر کیا (۱۶)

ہم آپ سے گئے سو الٰہی کہاں گئے
مدّت ہوئی کہ اپنا ہمیں انتظار ہے (۱۷)

میر ارسطو کی طرح خدا کو علت اولیٰ تسلیم نہیں کرتے بلکہ اسے خالق کائنات سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر خدا کو علت مان لیا جائے تو اس کی حیثیت ایک کاری گر سے زیادہ کچھ نہیں رہتی جب کہ میر کی نظر میں خدا قادر مطلق اور کائنات کا بنانے والا ہے۔ اس حوالے سے میر کہتے ہیں:

چاہتا ہے جب مسبب آپھی ہوتا ہے سبب
دخل اس عالم میں کیا ہے عالمِ اسباب کو (۱۸)

میر کے نزدیک خدا پر یقین رکھنے کے لیے اس کے وجود کا تصور ناگزیر ہے۔ وہ انسانی اعمال کے احتساب اور سزا و جزا کے تصور کے لیے بھی خدا کے وجود کو ضروری سمجھتے ہیں۔ میر وجود خدا کا عرفان باطنی بصیرت کے وسیلے سے کرنے کے قائل ہیں۔ کیوں کہ صاحب بصیرت ہی اسے چاروں طرف موجود پاتا ہے:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

آنکھیں جو ہوں تو عین ہے مقصود ہر جگہ
بالذات ہے جہاں میں وہ موجود ہر جگہ (۱۹)

میر وجود کے ساتھ خدا کی شخصیت کے بھی قائل ہیں کیوں کہ تشخص کے بغیر وجود کا تصور ناممکن ہے۔ میر تشخص خدا کے اس شدت کے ساتھ قائل ہیں کہ بیشتر اشعار کا موضوع اس کی تلاش اور ملاقات سے متعلق ہے۔ میر کا شوقِ تلاش اس قدر شدید ہے کہ بیشتر صورتوں میں گمان ہوتا ہے کہ وہ کسی ساتھی کی تلاش کر رہے ہیں۔ یوں ان کا شخصی تصور تجسیم کی حدود کو چھوتا ہوا نظر آتا ہے:

مسجد میں چل کے ملیے جمعہ کے دن بنے تو
ہوتے ہیں میر صاحب واں دن ڈھلے ہمیشہ (۲۰)

اس بت کی کیا شکایت، راہ وروش کی کریے
پردے میں بد سلوکی ہم سے خدا کرے ہے (۲۱)

میر خدا کو متغیر و متحرک، ذات ازلی اور نور قرار دیتے ہیں۔ میر کی نظر میں خالق غیر متغیر و غیر متحرک نہیں ہو سکتا۔ خدا نے کائنات کی تکوین کی، اس لیے وہ ازلی ذات ہے اور کائنات حادث ہے۔ میر قرآنی نظریے کے مطابق خدا کو زمینوں اور آسمانوں کا نور سمجھتے ہیں۔ یوں ان کا تصور وجود و تشخص تصور نور میں ڈھل جاتا ہے۔ ان حوالوں سے میر کا کہنا ہے:

نیا آناً فناً اس کو دیکھا
جدا تھی شان اس کی ہر زماں میں (۲۲)

نہ عنقا کا کہیں نام و نشاں تھا
ہوا تھا شہرہ جب نامِ خدا میں (۲۳)

تھا مستعار حسن سے اس کے جو نور تھا
خورشید میں بھی اس ہی کا ذرہ ظہور تھا (۲۴)

تلاش وجود میں میر وحدۃ الوجود کے کوچے میں نکل آتے ہیں۔ ان کی نظر میں شہود و حقیقت کی دوئی مٹ جاتی ہے۔ ماسوا کے تصور کو عبث سمجھتے ہیں۔ ان کی نظر میں سب کچھ خدا ہے۔ میر کے نزدیک خدا کائنات میں حلول کیے ہوئے ہے۔ وہ اس سے ماورا نہیں۔ اس لیے اس کے مقام کے تعین کا سوال بے جا ہے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

اگر چشم ہے تو وہی عین حق ہے
تعجب تجھے ہے، عجب ماسوا سے (۲۵)

نگاہ غور سے کر میر سارے عالم پر
کہ ہووے عین حقیقت، وہی تو ساری ہے (۲۶)

میر کے ہاں وحدۃ الوجود کے ساتھ ساتھ وحدۃ الشہود کے افکار کی بھی کثرت ہے۔ وہ علم الیقین کے ساتھ عین الیقین کے بھی قائل ہیں۔ میر کائنات کو خدا کا سراپا خیال کرتے ہیں۔ جنھیں عین الیقین کا مرتبہ ہاتھ آتا ہے، انھیں چاروں طرف خدا کی ذات کے جلوے نظر آتے ہیں۔ وہ شہود کے مشاہدے سے حقیقت تک پہنچتے ہیں:

گل ورنگ و بہار پردے ہیں
قالب میں خاک کے یاں پنہاں خدا ہے شاید (۲۷)

گوش کو ہوش کے ٹک کھول کے سن شورِ جہاں
سب کی آواز کے پردے میں سخن ساز ہے ایک (۲۸)

میر خدا کو قادر مطلق اور نعمتوں کا مختار سمجھتے ہیں۔ وہ خدا کو عظیم صفات کا سرچشمہ تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک خدا غنی ہے، کسی کا محتاج نہیں، جب کہ تمام مخلوقات اس کے کرم اور نوازشات کی محتاج ہیں۔ میر کہتے ہیں کہ خدا کی طاقت واختیار کی دلیل یہ ہے کہ وہ خالق وصورت گر ہے۔ تمام کائنات کو ایک کل کی صورت اس کی صفت تخلیق سے عطا ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ میر اسے عبادت واطاعت کے لائق سمجھتے ہیں، اس کی نافرمانی سے اجتناب اور تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ کیوں کہ یہی قربِ الٰہی کے حصول کا راز ہے اور قرب الٰہی ایقان وخود سپردگی کا راستہ دکھاتی ہے:

وصال ہووے تو قدرت نما ہے قدرت کی
نہ ہم کو قدر نہ قدرت، خدا ہے قادر ہے (۲۹)

درپردہ وہ ہی معنی مقوم نہ ہوں اگر
صورت نہ پکڑے کام فلک کی ثبات کا (۳۰)

کہے ہے ہر کوئی اللہ میرا
عجب نسبت ہے بندے میں خدا میں (۳۱)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

وجودِ خدا کے بعد میر وجودِ کائنات کے رازوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کائنات کی تخلیق وماہیئت سے متعلق مختلف افکار پیش کرتے ہیں۔ ابتدائی مرحلے میں میر طالیس کی طرح پانی اور انیکسی مینیز کی فکر کے تحت ہوا کو کائنات کا مبدا قرار دیتے ہیں۔ میر کے ہاں کائنات سے متعلق کمیت اور کیفیت پر مشتمل خیالات فیثا غورث کی عددی فکر کو اعتبار بخشتے ہیں۔ زینوفینیز کائنات اور خدا کو ایک ہی وحدت خیال کرتے ہیں۔ میر کے ہاں بھی یہ خیال وحدۃ الوجودی انداز میں موجود ہے مگر زینوفینیز کے برخلاف میر وحدۃ الشہودی فکر کے تحت دونوں کے الگ الگ وجود کے بھی قائل ہیں۔ بلکہ میر تو کائنات کو ایک سایہ و سراب سے تعبیر کرتے ہیں:

عالم میں آب و گِل کا ٹھہراؤ کس طرح ہو
گر خاک ہے اڑے ہے، اور آب ہے رواں ہے (۳۲)

اڑی خاک گاہے، رہی گاہ ویراں
خراب و پریشاں یہاں کی طرح ہے (۳۳)

ہے خاک جیسے ریگِ رواں سب، نہ آب ہے
دریائے موج خیز جہاں کا سراب ہے (۳۴)

میر کے ہاں کائنات سے متعلق سکون اور حرکت کے دونوں زاویے ملتے ہیں۔ وہ پارمینیڈیز کے خیال سے اتفاق کر کے کائنات کو ساکن تصور کرتے ہیں مگر ساتھ ہی ہیراقلیتسی فکر کے تحت کائنات کے تغیر و حرکت کا دم بھی بھرتے ہیں۔ میر ایک سانس میں ایک ساتھ سکون و حرکت کا اثبات کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ میر کا یہ طرز استدلال تضاد و قول محال کے زمرے میں آتا ہے۔ مگر اس کا کیا کیا جائے کہ فلسفیانہ افکار کا ارتقا اسی ردّ قبول کا متقاضی ہوا کرتا ہے:

زمیں اک صفحۂ تصویرِ بے ہوشاں سے مانا ہے
یہ مجلس جب سے ہے اچھا نہیں کچھ رنگ صحبت کا (۳۵)

زمیں اور ہے آسماں اور ہے
تب انا فنا سماں اور ہے (۳۶)

ایمپیڈوکلیز، دیمقراطیس اور انکسا گورس نے کائنات کی ماہیئت کے حوالے سے عناصر اربعہ کے اختلاط و ارتباط سے متعلق محبت و نفرت، ذرات کی ترکیب اور عناصر کے تناسب و غلبے کو بنیاد بنایا۔ انکسا گورس مادہ کو غیر فانی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32

اور ازلی سمجھتا ہے۔اس لیے اس کے خیال میں دنیا کی تخلیق نہیں ہو سکتی جب کہ اس کی تشکیل ممکن ہے۔ میر بھی کائنات کو مادی خیال کرتے ہیں اور مذکورہ فلسفیوں کی طرح اسے عناصر اربعہ کا مرکب تسلیم کرتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ میر اسے تشکیل نہیں بلکہ تخلیق کے طور پر قبول کرتے ہیں:

ہر ذی حیات کا ہے سبب جو حیات کا
نکلے ہے جی ہی اس کے لیے کائنات کا [۳۷]

کیسی کیسی ہے عناصر میں بھی صورت بازی
شعبدے لاکھوں طرح کے ہیں انہی چاروں میں [۳۸]

چار دیواری عناصر میر
خوب جاگہ ہے پر ہے بے بنیاد [۳۹]

فارابی کائنات کی پیدائش سے متعلق خدا کے ارادے کا قائل نہیں کیوں کہ اس طرح کئی الجھنیں جنم لیتی ہیں۔ابن سینا بھی اس کے اس خیال سے متفق ہے۔جب کہ غزالی نے ان دونوں کے خیالات کو رد کیا اور دلائل سے ثابت کیا کہ کائنات کا ایک خاص لمحے میں خدا کے ارادے سے وجود میں آنا عقل کے عین مطابق ہے۔اخوان الصفا کے نزدیک تمام مخلوقات خدا سے ماخوذ ہیں۔ابن خلدون کائنات کو علتوں کے تسلسل سے عبارت سمجھتا ہے۔غزلیات میر میں ان مذکورہ فلسفیوں کے خیالات شعری پیکروں میں کثرت سے ملتے ہیں۔وہ کائنات کو مخلوق اور خدا کی نشانی خیال کرتے ہیں:

پست و بلندیاں کا ہے اور ہی طرف سے
اپنی نظر نہیں ہے کچھ آسماں زمیں پر [۴۰]

میر کے کونیاتی افکار میں کائنات سمیت حیات اور انسان سے متعلق مسائل بھی زیر بحث آتے ہیں۔یونانی اور مسلم فکر کے تحت میر حیات کو عارضی اور فانی تصور کرتے ہیں اس لیے اسے ایک قلیل عرصے کا عارضی سفر قرار دیتے ہیں۔میر کے نزدیک زندگی، موت کے انتظار کا نام ہے۔میر کی نظر میں پانی حیات کی علت ہے۔ان کے مطابق زندگی حرکت وارتقا سے عبارت ہے۔صوفیانہ فکر کے تحت میر زندگی کو الم قرار دیتے ہیں جس میں مسرت کے لمحات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32

یہ جو مہلت جسے کہیں ہیں عمر
دیکھو تو انتظار سا ہے کچھ (۴۱)

ایک سا عالم نہیں رہتا اس عالم کے بیچ
اب جہاں کوئی نہیں یاں ایک عالم ہو گیا (۴۲)

حیات کے ساتھ میر انسانی مسائل پر بھی غور کرتے ہیں۔ میر انسان کو جسم اور روح کا مرکب مانتے ہیں اور اسے فانی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی نظر میں انسانی جسم، روح کے لیے زندان کی حیثیت رکھتا ہے۔ کائنات و حیات کی طرح میر انسانی جسم کو بھی بے ثبات اور عارضی تصور کرتے ہیں۔ میر انسان کے عقلی اور روحانی ارتقا کے معتقد ہیں۔ وہ عظیم انسان کا تصور پیش کرتے ہیں جس کا نام اس کے کارناموں کی بدولت مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔ میر کا کہنا ہے:

کیا تُو، نمود کس کی، کیسا کمال تیرا
اے نقشِ وہم آیا کیدھر خیال تیرا (۴۳)

آدمی سے ملک کو کیا نسبت
شان ارفع ہے میر! انساں کی (۴۴)

وجودیات اور کونیات کے بعد میر کی غزلوں میں ایسے مابعد الطبیعیاتی افکار بھی کثرت سے ملتے ہیں جن کا تعلق انسان کے ذہنی افعال و کیفیات سے ہے۔ کائنات کے مختلف عوامل انسانی ذہن پر اثر انداز ہوتے ہیں اور انسان کسی نہ کسی صورت میں ان کے آگے ردّ عمل کا اظہار کرتا ہے۔ ان عوامل میں سے پہلا عامل زمان کا ہے جو فلسفیوں کی توجہ کا مرکز رہا اور میر نے بھی اسے اپنے افکار میں جگہ دی۔ پارمینیڈیز نے اسے ساکن تصور کیا جب کہ برگساں اور اقبال کے ہاں زمان متحرک ہے۔ میر بھی اسے متحرک قرار دیتے ہیں۔ میر گردش اور انقلابات زمانہ کو حرکت زمان کی واضح نشانیاں تصور کرتے ہیں۔ میر کہتے ہیں:

رنگینیٔ زمانہ سے خاطر نہ جمع رکھ
سو رنگ بدلے جاتے ہیں یاں ایک آن میں (۴۵)

ہوا رنگ بدلے ہے ہر آن میں
زمین و زماں پر زماں اور ہے (۴۶)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

جبر و اختیار کا مسئلہ بھی میر کے پیش نظر رہا۔ میر اختیار کے برعکس جبر کے قائل ہیں۔ مگر ان کے ہاں جبر خالص کے مقابلے میں جبر متوسطہ کا رجحان غالب ہے۔ خواب بھی ایک نفسیاتی عامل ہے جس کے اسرار و تعبیر کے میر معترف ہیں۔ میر اسے خدائی رازوں میں سے ایک راز سمجھتے ہیں۔ میر کی نظر میں روح انسانی جسم کے اندر ایک مستقل بالذات غیر مادی جوہر ہے جو حیات آفریں ہے۔ میر اس کی بقا کے قائل ہیں۔ موت میر کے ہاں جسم سے روح کے نکل جانے کا نام ہے۔ روح کی بقا کے تصور سے میر کا حیات بعد الموت کا تصور بھی سامنے آجاتا ہے، جو احتساب سے متعلق ہے۔ خیر و شر کی بنیاد پر صادر ہونے والے اعمال کے احتساب کے بعد جزا و سزا کا مرحلہ ہو گا اور اس کے نتیجے میں جنت و جہنم کا تعین کیا جائے گا جو میر کی فکر کا حصہ ہیں:

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو عبث بدنام کیا(۴۷)

لیتے ہی نام اس کا سوتے سے چونک اٹھے ہو
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا(۴۸)

دم میں دم جب تلک تھا سوچ رہا
سانس کے ساتھ سارے سانسے گئے(۴۹)

ہو جائے کیوں نہ دوزخ، باغِ زمانہ ہم پر
ہم بے حقیقتوں کے کردار ایسے ہی تھے(۵۰)

میر کے مابعد الطبیعیاتی افکار میں بیشتر مابعد الطبیعیاتی کرداروں کے حوالے بھی کثرت سے ملتے ہیں۔ ان کرداروں میں انبیاؑ، حور، غلمان، فرشتہ، پری، خضرؑ اور شیطان سر فہرست ہیں۔ اس کے علاوہ جادو اور آبِ حیات کی روایات بھی میر کی مابعد الطبیعیاتی افکار کا حصہ بنی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ میر کے ہاں جذبات اور سنجیدگی فکر شیر و شکر ہیں۔ ان کی غزلیات فلسفیانہ فکر سے بھرپور ہیں۔ بالخصوص مابعد الطبیعیاتی افکار کی ان کے ہاں فراوانی ہے۔ ان کی فلسفیانہ فکر وجودِ خدا اور تشخص خدا سے متعلق سوالات قائم کر کے اس کی جستجو کرتی ہے۔ اس سلسلے میں میر یونانی، مغربی اور مسلم افکار کو ساتھ لے کر ردّ و قبول کے عمل سے گزارتے ہیں۔ میر کائنات کے وجود و ماہیت سے متعلق بھی متجسس فطرت رکھتے ہیں۔ وہ کائنات کو اپنے فکری زاویوں سے گزار کر اس کے متعلق نتائج اخذ کرتے ہیں کہ یہ عناصر اربعہ کا مجموعہ خدا کی تخلیق

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32

ہے۔حیات اور انسان بھی میر کی فکر کی زد پر رہتے ہیں۔حیات کو میر فانی اور سفر قرار دیتے ہیں جب کہ انسان کو فانی اور مسافر تصور کرتے ہیں۔اس کے علاوہ نفسیاتی لحاظ سے زمان،جبر وقدر،خیر وشر،جزاوسزا،جنت وجہنم،روح،موت،حیات بعد الموت،سحر،آب حیات اور بیشتر کردار بھی میر کی توجہ کا مرکز بنتے ہیں۔ان معروضات کی بنا پر میر کو اردو غزل میں مابعد الطبیعیاتی افکار کا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔برٹرینڈرسل،مسائل فلسفہ،مترجم:محمد معین الدین،(لاہور،سیوننھ سکائی بکس،۲۰۲۳ء)،ص ۷

۲۔ڈاکٹر رفیق الاسلام،مابعد الطبیعیات،(بہاول پور:ادارۂ تحقیقاتِ زبان وادب،۲۰۱۷ء)،ص ۱۲

۳۔آس والڈ کلپے،فلسفہ کیا ہے؟مترجم:مرزاہادی صاحب،(لاہور،سیوننھ سکائی بکس،۲۰۲۳ء)،ص ۱۳

۴۔ ایضاً،ص ۲۰

۵۔ ایضاً،ص ۲۱

۶۔ ڈاکٹر فریحہ نگہت،مابعد الطبیعیات کے بنیادی مباحث،مشمولہ:دریافت،شمارہ ۱۲،(اسلام آباد،نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز،جنوری ۲۰۱۳ء)،ص ۲۲۸

7.Chamber's Encyclopedia, P322

8.Encyclopedia Britannica, P174

9.Taylor, A.E., Elements of Metaphysics,(New York, the Macmillan Company (2nd Edition), 1909), P42

۱۰۔محمد تقی میر،کلیاتِ غزلیاتِ میر،مرتبہ:ڈاکٹر علی محمد خان،(لاہور،الفیصل،۲۰۱۳ء)،ص ۱۳۲

۱۱۔ ایضاً،ص ۶۴۶

۱۲۔ ایضاً،ص ۶۷۶

۱۳۔ ایضاً،ص ۸۱۴

۱۴۔ ایضاً،ص ۴۲۹

۱۵۔ ایضاً،ص ۴۸۱

۱۶۔ ایضاً،ص ۱۰۵

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۷۔ ایضاً، ص ۷۴۷

۱۸۔ ایضاً، ص ۵۹۸

۱۹۔ ایضاً، ص ۶۱۴

۲۰۔ ایضاً، ص ۶۰۹

۲۱۔ ایضاً، ص ۷۵۵

۲۲۔ ایضاً ، ص ۴۸۳

۲۳۔ ایضاً، ص ۵۳۳

۲۴۔ ایضاً، ص ۷۳

۲۵۔ ایضاً، ص ۶۴۵

۲۶۔ ایضاً، ص ۷۹۲

۲۷۔ ایضاً، ص ۳۱۲

۲۸۔ ایضاً، ص ۳۹۶

۲۹۔ ایضاً، ص ۷۹۵

۳۰۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۳۱۔ ایضاً، ص ۴۸۴

۳۲۔ ایضاً، ص ۶۹۰

۳۳۔ ایضاً، ص ۶۷۹

۳۴۔ ایضاً، ص ۷۰۴

۳۵۔ ایضاً، ص ۱۲۶

۳۶۔ ایضاً، ص ۸۳۰

۳۷۔ ایضاً، ص ۱۳۴

۳۸۔ ایضاً، ص ۴۹۱

۳۹۔ ایضاً، ص ۳۱۲

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-32

۴۰۔ ایضاً، ص ۳۲۶

۴۱۔ ایضاً، ص ۶۱۱

۴۲۔ ایضاً، ص ۱۴۲

۴۳۔ ایضاً، ص ۱۷۵

۴۴۔ ایضاً، ص ۷۰۸

۴۵۔ ایضاً، ص ۵۴۳

۴۶۔ ایضاً، ص ۸۳۰

۴۷۔ ایضاً، ص ۷۵

۴۸۔ ایضاً، ص ۷۸

۴۹۔ ایضاً، ص ۸۲۷

۵۰۔ ایضاً، ص ۷۳۴